بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

خطبہ نمبر ۲۱

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم چہارشنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۰ پیسے

جلد ۵۲/۱۷ ۔ ۵ احسان ۱۳۴۲ ہش ۔ ۱۱ محرم ۱۳۸۳ھ ۔ ۵ جون ۱۹۶۳ء ۔ نمبر ۱۳۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

ربوہ ۴ جون بوقت ۸½ بجے صبح

کل دن بھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ضعف کی شکایت رہی البتہ رات کو نیند آ گئی۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

مشرقی پاکستان کا ہولناک طوفان ایک انتہائی دردانگیز قومی آفت کا درجہ رکھتا ہے

جماعت ہائے احمدیہ کے جملہ احباب کو چاہیئے کہ وہ صدر مملکت کے ریلیف فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں

احباب متعلقہ حکام کو حسب ضرورت اپنی خدمات پیش کریں اور خدمت و تعاون کا اعلیٰ نمونہ قائم کر دکھائیں

جماعت ہائے احمدیہ کے افراد سے محترم جناب ناظر صاحب اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی اپیل

ربوہ ۴ جون۔ محترم جناب مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے مشرقی پاکستان کے حالیہ ہولناک طوفان کو ایک انتہائی دردانگیز قومی آفت قرار دیتے ہوئے جماعت ہائے احمدیہ کے افراد سے صدر مملکت کی طرف سے جاری کردہ ریلیف فنڈ میں بڑھ چڑھ کر چندہ دینے کی اپیل کی ہے۔ آپ کے بیان کا متن درج ذیل ہے:۔

"چاٹگام اور کاکس بازار (مشرقی پاکستان) کے ساحلی علاقے میں جو ہولناک طوفان آیا ہے اور جس کے نتیجہ میں زبردست جانی و مالی نقصان ہوا ہے وہ ایک نہایت دردانگیز قومی آفت کا درجہ رکھتا ہے۔ آج اس قومی آفت پر ہر شہری کا دل حزن و ملال اور درد و الم میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس حالیہ طوفان اور اس کی ہولناک تباہ کاریوں کے پیش نظر صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے مشرقی پاکستان ریلیف فنڈ" کو دوبارہ کھول دیا ہے۔ اور اہل پاکستان سے اس فنڈ میں دل کھول کر چندہ دینے کی اپیل کی ہے۔

میں جماعت ہائے احمدیہ کے جملہ ممبران سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ صدر مملکت کے جاری کردہ ریلیف فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تا کہ متاثرہ علاقوں کے مصیبت زدگان کو بروقت اور حسب ضرورت امداد مہیا ہو سکے۔ اسی طرح اگر متاثرہ علاقوں میں ریلیف کا کام سرانجام دینے کے لئے حکومت کو رضاکاروں کی ضرورت ہو۔ تو احباب فوری طور پر اپنی خدمات متعلقہ حکام کو پیش کریں۔ اور خدمت و تعاون کا نہایت اعلیٰ نمونہ قائم کر دکھائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت ہائے احمدیہ کے ایثار پیشہ احباب کو آگے آنے اور خدمت و تعاون کی نہایت اعلیٰ مثال قائم کر دکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جملہ مصیبت زدگان کو صبر کے ساتھ اس مصیبت کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور طاقت بخشے اور ان کا ہر طرح حافظ و ناصر اور معین و مددگار ہو۔ آمین یا ارحم الراحمین"

خاکسار۔ مرزا عزیز احمد ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان

صاحبزادی سیدہ طلعت صاحبہ سلمہا کی صحت کے متعلق اطلاع

ڈھاکہ ۴ جون (بذریعہ ٹیلیفون)

محترم صاحبزادہ مرزا اظفر احمد صاحب کی صاحبزادی سیدہ طلعت صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق ڈھاکہ سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ ٹمپریچر میں تو خفیف سا فرق ہے لیکن کمزوری میں اور اضافہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے حالت تشویشناک صورت اختیار کر گئی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعاؤں میں لگے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے صاحبزادی صاحبہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا کرے اور عمر دراز سے نوازے۔ آمین

صدر مملکت کے مشرقی پاکستان ریلیف فنڈ میں

صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا عطیہ

ربوہ ۴ جون۔ مشرقی پاکستان کے حالیہ طوفان اور اس کی ہولناک تباہ کاری کے پیش نظر فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے جو مشرقی پاکستان ریلیف فنڈ کھولا ہے اس میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے چھ ہزار روپے (۶۰۰۰) کا عطیہ ارسال کیا ہے۔

کمیشن کے امتحان کا التوا

صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں ملازمت کے خواہشمند امیدواروں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ کمیشن کا امتحان ۸، ۹ جون کی بجائے ۱۵، ۱۶ جون ۱۹۶۳ء کو منعقد ہوگا۔ تمام امیدوار ۱۵ جون کو ۸ بجے صبح مسجد مبارک ربوہ میں پہنچ جائیں۔

ناظر بیت المال (سکرٹری کمیشن)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

پہلی قسط

"سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب"

رقم فرمودہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس معرکۃ الآراء تصنیف "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ناروا ضبطی کے حکم کو حکومتِ مغربی پاکستان نے حال ہی میں واپس لیا ہے اس کا ایک حصہ جو پہلے سوال اور اس کے جواب پر مشتمل ہے ہدیۂ احباب کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک صاحب سراج الدین نام عیسائی نے لاہور سے چار سوال بغرض طلب جواب میری طرف بھیجے ہیں۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ فائدہ عام کے لئے ان کا جواب لکھ کر شائع کر دوں۔ لہٰذا ہر چہار سوال مع جواب ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

سوال (۱) "عیسائی عقائد کے مطابق مسیح کا مشن اس دنیا میں بنی نوع انسان کی محبت کے لئے آنا اور نوع انسان کی خاطر اپنے تئیں قربان کر دینا تھا۔ کیا بانیٔ اسلام کا مشن ان دونوں معنوں میں ظاہر ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یا محبت اور قربانی کے علاوہ کسی اور بہتر الفاظ میں اس مشن کو ظاہر کر سکتے ہیں؟"

الجواب۔ واضح ہو کہ اس سوال سے اصل مطلب سائل کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح عیسائیوں کے خیال کے موافق دنیا میں یسوع مسیح اس لئے آیا تھا کہ گناہگاروں سے محبت کر کے ان کے گناہوں کی لعنت اپنے سر پر لیوے اور پھر انہی گناہوں کی وجہ سے مارا جائے۔ کیا اس لعنتی قربانی کا کوئی نمونہ گنہگاروں کی نجات کے لئے قرآن بھی پیش کرتا ہے یا نہیں؟ اور اگر نہیں پیش کرتا تو کیا اس سے کوئی بہتر طریق انسانوں کی نجات کے لئے قرآن نے پیش کیا ہے؟ سو اس کے جواب میں میاں سراج الدین صاحب کو معلوم ہو کہ قرآن شریف کوئی لعنتی قربانی پیش نہیں کرتا بلکہ ہرگز جائز نہیں رکھتا کہ ایک کا گناہ یا ایک کی لعنت کسی دوسرے پر ڈالی جائے چہ جائیکہ کروڑہا لوگوں کی لعنتیں اکٹھی کر کے ایک کے گلے میں ڈال دی جائیں۔ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھائے گا لیکن قبل اس کے جو میں مسئلہ نجات کے متعلق قرآنی ہدایت بیان کروں جب دیکھتا ہوں کہ عیسائیوں کے اس اصول کی غلطی لوگوں پر ظاہر کر دوں اور ہر وہ شخص جو اس مسئلہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے وہ آسانی سے مقابلہ کر سکے۔

پس واضح ہو کہ عیسائیوں کا یہ اصول کہ خدا نے دنیا سے پیار کر کے دنیا کو نجات دینے کے لئے یہ انتظام کیا کہ نافرمانوں اور کافروں اور بدکاروں کا گناہ اپنے پیارے بیٹے یسوع پر ڈال دیا اور دنیا کو گناہ سے چھڑانے کے لئے اس کو لعنتی بنایا اور لعنت کی لکڑی سے لٹکایا یہ اصول ہر ایک پہلو سے فاسد اور قابلِ شرم ہے۔ اگر میزانِ عدل کے لحاظ سے اس کو جانچا جائے تو صریح یہ بات ظلم کی صورت میں ہے کہ زید کا گناہ بکر پر ڈال دیا جائے انسانی کانشنس اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ ایک مجرم کو چھوڑ کر اس مجرم کی سزا غیر مجرم کو دی جائے اور اگر روحانی فلاسفی کے رو سے گناہ کی حقیقت پر غور کی جائے تو اس تحقیق کے رو سے بھی یہ عقیدہ فاسد ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پُرجوش محبت اور محبانہ یادِ الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اکھڑ جائے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے اور اس کی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے۔ یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے جس کا دل خدا کی محبت سے اکھڑا ہوا ہوتا ہے۔ پس خشکی کی طرح گناہ اس پر غلبہ کرتا ہے۔ سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانونِ قدرت میں تین طور سے ہے (۱) ایک محبت (۲) استغفار جس کے معنے ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہے تب تک وہ سرسبزی کا امیدوار ہوتا ہے (۳) تیسرا علاج توبہ ہے۔ یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لئے تذلل کے ساتھ خدا کی طرف پھرنا اور اس سے اپنے تئیں نزدیک کرنا اور معصیت کے حجاب سے اعمالِ صالحہ کے ساتھ اپنے تئیں باہر نکالنا۔ اور توبہ صرف زبان سے نہیں ہے بلکہ توبہ کا کمال اعمالِ صالحہ کے ساتھ ہے۔ تمام نیکیاں توبہ کی تکمیل کے لئے ہیں کیونکہ سب سے مطلب یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ سے نزدیک ہو جائیں۔ دعا بھی توبہ ہے کیونکہ اس سے بھی ہم خدا کا قرب ڈھونڈتے ہیں۔ اسی لئے خدا نے انسان کی جان کو پیدا کر کے اس کا نام روح رکھا۔ کیونکہ اس کی حقیقی راحت اور آرام خدا کے اقرار اور اس کی محبت اور اس کی اطاعت میں ہے اور اس کا نام نفس* رکھا کیونکہ وہ خدا سے اتحاد پیدا کرنے والا ہے۔ خدا سے دل لگانا ایسا ہوتا ہے جیسا کہ باغ میں وہ درخت ہوتا ہے جو باغ کی زمین سے خوب پیوستہ ہوتا ہے۔ یہی انسان کا جنت ہے۔ اور جس طرح درخت زمین سے پانی چوستا اور اپنے اندر کھینچتا اور اس سے اپنے زہریلے بخارات باہر نکالتا ہے۔ اسی طرح انسان کے دل کی حالت ہوتی ہے کہ وہ خدا کی محبت کا پانی چوس کر زہریلے مواد کے نکالنے پر قوت پاتا ہے اور بڑی آسانی سے ان مواد کو دفع کرتا ہے اور خدا میں ہو کر پاک نشوونما پاتا جاتا ہے اور بہت پھیلتا اور خوشنما سرسبزی دکھلاتا اور اچھے پھل لاتا ہے مگر جو خدا میں پیوستہ نہیں وہ نشوونما دینے والے پانی کو چوس نہیں سکتا۔ اس لئے دمبدم خشک ہوتا چلا جاتا ہے۔ آخر پتے بھی گر جاتے ہیں اور خشک اور بدشکل ٹہنیاں رہ جاتی ہیں۔ پس چونکہ گناہ کی خشکی بے تعلقی سے پیدا ہوتی ہے اس لئے اس خشکی کے دور کرنے کے لئے سیدھا علاج مستحکم تعلق ہے جس پر قانونِ قدرت گواہی دیتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانہٗ اشارہ کر کے فرماتا ہے یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ یعنی اے وہ نفس جو خدا سے آرام یافتہ ہے اپنے رب کی طرف واپس چلا آ۔ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میرے بہشت کے اندر آ۔

* نفس لغت میں عین شے کے معنے رکھتا ہے۔ منہ

کشتیٔ نوح گذر جاتی ہے طوفانوں سے

جانتا کون ہے بہتر یہ جہاں باتوں سے
کشتیٔ نوح گذر جاتی ہے طوفانوں سے

ساقیا دیتا ہے کیا ناپ کے قطرہ قطرہ
بادہ آشام تو پیتے نہیں پیمانوں سے

قافلے رکتے ہیں اخلاص کے کب روکے سے
خود ہمالہ بھی اکھڑ جاتے ہیں ایمانوں سے

ان چراغوں سے اگر جل نہ اٹھے تیرا چراغ
قصے پہلوں کے زیادہ نہیں افسانوں سے

عقل والوں کو اگر عقل خدا دے تنویر
عقل والے کبھی پھر الجھیں نہ دیوانوں سے

غرض گناہ کے دور کرنے کا علاج صرف خدا کی محبت اور عشق ہے لہذا وہ تمام اعمال صالحہ جو محبت اور عشق کے سرچشمہ سے نکلتے ہیں۔ گناہ کی آگ پر پانی چھڑکتے ہیں۔ کیونکہ انسان خدا کے لئے نیک کام کرکے اپنی محبت پر مہر لگاتا ہے۔ خدا کو اس طرح پر مان لینا کہ اس کو ہر چیز پر مقدم رکھنا یہاں تک کہ اپنی جان پر بھی۔ یہ وہ پہلا مرتبہ محبت ہے جو درخت کی اس حالت کے مشابہ ہے جبکہ وہ زمین میں لگایا جاتا ہے۔ اور پھر دوسرا مرتبہ استغفار جس سے یہ مطلب ہے کہ خدا سے الگ ہو کر انسانی وجود کا پردہ نہ کھل جائے۔ اور یہ مرتبہ درخت کی اس حالت سے مشابہ ہے جبکہ وہ زور کرکے پورے طور پر اپنی جڑھ زمین میں قائم کر لیتا ہے اور پھر تیسرا مرتبہ توبہ جو اس حالت سے مشابہ ہے کہ جب درخت اپنی جڑھیں پانی سے قریب کرکے بچہ کی طرح اس کو چوستا ہے۔ غرض گناہ کی فلاسفی یہی ہے کہ وہ خدا سے جدا ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ لہذا اس کا دور کرنا خدا کے تعلق سے وابستہ ہے۔ پس وہ کیسے نادان لوگ ہیں جو کسی کی خودکشی کو گناہ کا علاج کہتے ہیں ÷

یہ ہنسی کی بات ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے سردرد پر رحم کرکے اپنے سر پر پتھر مارے۔ یا دوسرے کے بچانے کے خیال سے خودکشی کرلے۔ میرے خیال میں ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا دانا نہیں ہوگا کہ ایسی خودکشی کو انسانی ہمدردی میں خیال کر سکے۔ بے شک انسانی ہمدردی عمدہ چیز ہے۔ اور دوسروں کے بچانے کے لئے تکالیف اٹھانا بڑے بہادروں کا کام ہے۔ مگر کیا ان تکلیفوں کے اٹھانے کی یہی راہ ہے۔ جو یسوع کی نسبت بیان کی جاتی ہے۔ کاش اگر یسوع خودکشی سے اپنے تئیں بچاتا۔ اور دوسروں کے آرام کے لئے معقول طور پر عقلمندوں کی طرح تکلیفیں اٹھاتا تو اس کی ذات سے دنیا کو فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ مثلاً اگر ایک غریب آدمی گھر کا محتاج ہے۔ اور معمار لگانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو اس صورت میں اگر ایک معمار اس پر رحم کرکے اس کا گھر بنانے میں مشغول ہو جائے۔ اور بغیر لینے اجرت کے چند روز سخت مشقت اٹھا کر اس کا گھر بنا دیوے۔ تو بے شک یہ معمار تعریف کے قابل ہوگا۔ اور بے شک اس نے ایک مسکین پر احسان بھی کیا ہے۔ جس کا گھر بنا دیا۔ لیکن اگر وہ اس شخص پر رحم کرکے اپنے سر پر پتھر مار لے۔ تو اس غریب کو اس سے کیا فائدہ پہنچے گا۔ افسوس دنیا میں بہت تھوڑے لوگ ہیں جو نیکی اور رحم کرنے کے معقول طریقوں پر چلتے ہیں۔ اگر یہ سچ ہے کہ یسوع نے اس خیال سے کہ میرے مرنے سے لوگ نجات پا جائیں گے۔ درحقیقت خودکشی کی ہے۔ تو یسوع کی حالت نہایت ہی لائق رحم ہے۔ اور یہ واقعہ پیش کرنے کے لائق نہیں بلکہ چھپانے کے لائق ہے۔

اور اگر ہم عیسائیوں کے اس اصول کو لعنت کے مفہوم کے رو سے جانچیں جو مسیح کی نسبت تجویز کی گئی ہے۔ تو نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس اصول کو قائم کرکے عیسائیوں نے یسوع مسیح کی وہ بے ادبی کی ہے۔ جو دنیا میں کسی قوم نے اپنے رسول یا نبی کی نہیں کی ہوگی۔ کیونکہ یسوع کا لعنتی ہو جانا گو وہ تین دن کے لئے ہی سہی عیسائیوں کے عقیدہ میں داخل ہے۔ اور اگر یسوع کو لعنتی نہ بنایا جائے۔ تو مسیحی عقیدہ کی رو سے کفارہ اور قربانی وغیرہ سب باطل ہو جاتے ہیں۔ گویا اس تمام عقیدہ کا شہتیر لعنت ہی ہے اور یہ باتیں جو یسوع نوع انسان کی محبت کے لئے دنیا میں بھیجا گیا۔ اور نوع انسان کی خاطر اس نے اپنے تئیں قربان کیا۔ یہ تمام کارروائی عیسائیوں کے خیال میں اس شرط سے مشروط ہے کہ جب یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یسوع اول دنیا کے گناہوں کے باعث ملعون بنا اور لعنت کی لکڑی پر لٹکایا گیا۔ اسی لئے ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں کہ یسوع مسیح کی قربانی لعنتی قربانی ہے۔ گناہ سے لعنت آئی اور لعنت سے صلیب ہوئی۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے۔ کہ کیا لعنت کا مفہوم کسی راستباز کی طرف منسوب کر سکتے ہیں سو واضح ہو کہ عیسائیوں نے یہ بڑی غلطی کی ہے کہ یسوع کی نسبت لعنت کا اطلاق جائز رکھا۔ گو وہ تین دن تک ہی ہو یا اس سے بھی کم۔ کیونکہ لعنت ایک ایسا مفہوم ہے جو شخص ملعون کے دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اور کسی شخص کو اس وقت لعنتی کہا جاتا ہے جبکہ اس کا دل خدا سے برگشتہ اور اس کا دشمن ہو جائے۔ اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے۔

اور اس بات کو کون نہیں جانتا کہ لعنت قرب کے مقام سے رد کرنے کو کہتے ہیں اور یہ لفظ اس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس کا دل خدا کی محبت اور اطاعت سے دور جا پڑے اور درحقیقت وہ خدا کا دشمن ہو جائے۔ لفظ لَعنَت کے یہی معنے ہیں جس پر تمام اہل لغت نے اتفاق کیا ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر درحقیقت یسوع مسیح پر لعنت پڑ گئی تھی تو اس سے لازم آتا ہے کہ درحقیقت وہ مورد غضب الٰہی ہو گیا تھا اور خدا کی معرفت اور اطاعت اور محبت اس کے دل سے جاتی رہی تھی اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو گیا تھا۔ اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو گیا تھا۔ جیسا کہ لعنت کا مفہوم ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ لعنت کے دنوں میں درحقیقت کافر اور خدا سے برگشتہ اور خدا کا دشمن اور شیطان کا حصہ اپنے اندر رکھتا تھا۔ پس یسوع کی نسبت ایسا اعتقاد رکھنا گویا نعوذ باللہ اس کو شیطان کا بھائی بنانا ہے اور میرے خیال میں ایک راستباز نبی کی نسبت ایسی بیباکی کوئی خدا ترس نہیں کرے گا۔ بجز اس شخص کے جو خبیث طبع اور ناپاک طبع ہو۔

پس جبکہ یہ بات باطل ہوئی کہ حقیقی طور پر یسوع مسیح کا دل مورد لعنت ہو گیا تھا پس ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ایسی لعنتی قربانی بھی باطل اور نادان لوگوں کا اپنا منصوبہ ہے اگر نجات اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ اول یسوع کو شیطان اور خدا سے برگشتہ اور خدا سے بیزار ٹھہرایا جائے تو لعنت ہے ایسی نجات پر!! اس سے بہتر تھا کہ عیسائی اپنے لئے دوزخ قبول کر لیتے لیکن خدا کے ایک مقرب کو شیطان کا لقب نہ دیتے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے کیسی بیہودہ اور ناپاک باتوں میں بھروسہ کر رکھا ہے ایک طرف تو خدا کا بیٹا اور خدا سے نکلا ہوا اور خدا سے ملا ہوا فرض کرتے ہیں اور دوسری طرف شیطان کا لقب اس کو دیتے ہیں کیونکہ لعنت شیطان سے مخصوص ہے اور لعین شیطان کا نام ہے اور لعنتی وہ ہوتا ہے جو شیطان سے نکلا اور شیطان سے ملا ہوا اور خود شیطان ہے پس عیسائیوں کے عقیدہ کے رو سے یسوع میں دو قسم کی تثلیث پائی گئی۔ ایک رحمانی اور ایک شیطانی۔ اور نعوذ باللہ یسوع نے شیطان میں ہو کر شیطان کے ساتھ اپنا وجود ملایا اور لعنت کے ذریعہ سے شیطانی خواص اپنے اندر لئے۔ یعنی یہ کہ خدا کا نافرمان ہوا خدا سے بیزار ہوا خدا کا دشمن ہوا۔

اب میاں سراج الدین آپ انصافاً فرما دیں کہ کیا یہ مشن جو مسیح کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کوئی روحانی یا معقول پاکیزگی اپنے اندر رکھتا ہے؟ کیا دنیا میں اس سے بدتر کوئی اور عقیدہ بھی ہوگا کہ ایک راستباز کو اپنی نجات کے لئے خدا کا دشمن اور خدا کا نافرمان اور شیطان قرار دیا جائے۔ خدا کو جو قادر مطلق اور رحیم و کریم تھا اس لعنتی قربانی کی کیا ضرورت پڑی؟

پھر جب اس اصول کو اس پہلو سے دیکھا جائے کہ کیا اس لعنتی قربانی کی تعلیم یہودیوں کو بھی دی گئی ہے یا نہیں تو اور بھی اس کے کذب کی حقیقت کھلتی ہے۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں انسانوں کی نجات کے لئے صرف یہی ایک ذریعہ تھا کہ اس کا ایک بیٹا ہو اور وہ تمام گنہگاروں کی لعنت کو اپنے ذمہ لے لے اور پھر لعنتی قربانی بن کر صلیب پر کھینچا جائے تو یہ امر ضروری تھا کہ یہودیوں کے لئے توریت اور دوسری کتابوں میں جو یہودیوں کے ہاتھ میں ہیں اس لعنتی قربانی کا ذکر کیا جاتا۔ کیونکہ کوئی عقلمند اس بات کو باور نہیں کر سکتا کہ خدا کا وہ ازلی ابدی قانون جو انسانوں کی نجات کے لئے اس نے مقرر کر رکھا ہے ہمیشہ بدلتا رہے اور توریت کے زمانہ میں کوئی اور ہو۔ اور انجیل کے زمانہ میں کوئی اور۔ قرآن کے زمانہ میں کوئی اور ہو اور دوسرے نبی جو دنیا کے اور حصوں میں آئے۔ اُن کے لئے اور ہو۔ اب ہم جب تحقیق اور تفتیش کی نظر سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ توریت اور یہودیوں کی تمام کتابوں میں اس لعنتی قربانی کی تعلیم نہیں ہے۔ چنانچہ ہم نے ان دنوں میں بڑے بڑے یہودی فاضلوں کی طرف خط لکھے اور ان کو خدا تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھا کہ انسانوں کی نجات کے لئے توریت اور دوسری کتابوں میں تمہیں کیا تعلیم دی گئی ہے؟ کیا یہ تعلیم دی گئی ہے کہ خدا کے بیٹے کے کفارہ اور اس کی قربانی پر ایمان لاؤ؟ یا کوئی اور تعلیم ہے؟ تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ نجات کے بارے میں توریت کی تعلیم بالکل قرآن کے مطابق ہے۔ یعنی خدا کی طرف سچا رجوع کرنا اور گناہوں کی معافی چاہنا اور جذبات نفسانیہ سے دور ہو کر خدا کی رضا کے لئے نیک اعمال بجا لانا اور اس کے حدود اور قوانین اور احکام اور وصیتوں کو بڑے زور اور سختی کے ساتھ بجا لانا۔ یہی ذریعہ نجات ہے بار بار توریت میں ذکر کیا گیا۔ جس پر ہمیشہ خدا کے مقدس نبی پابندی کرتے چلے آئے ہیں اور جس کے چھوڑنے پر عذاب بھی نازل ہوتے رہے ہیں۔ اور ان فاضل یہودیوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ اپنی مفصل چٹھیات سے مجھ کو جواب دیا بلکہ انہوں نے اپنے محقق فاضلوں کی نادر اور بے مثل کتابیں جو اس بارہ میں لکھی گئی تھیں میرے پاس بھیجدیں جو اب تک موجود ہیں جو شخص دیکھنا چاہے میں دکھا سکتا ہوں اور ارادہ رکھتا ہوں کہ ایک مفصل کتاب میں وہ سب اسناد درج کر دوں۔

ایک عقلمند کو نہایت انصاف اور دل کی صفائی کے ساتھ سوچنا چاہئے کہ اگر یہی بات سچ ہوتی کہ خدا تعالیٰ نے یسوع مسیح کو اپنا بیٹا قرار دیکر اور غیروں کی لعنت اس پر ڈال کر پھر اس لعنتی قربانی کو لوگوں کی نجات کیلئے ذریعہ

ٹھہرایا تھا اور یہی تعلیم یہودیوں کو ملی تھی تو کیا سبب تھا کہ یہودیوں نے آج تک اس تعلیم کو پوشیدہ رکھا اور بڑے اصرار سے اس کے دشمن رہے اور یہ اعتراض اور بھی قوت پاتا ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہودیوں کی تعلیم کو تازہ کرنے کے لئے ساتھ ساتھ نبی بھی چلے آئے تھے اور حضرت موسیٰؑ نے کئی لاکھ انسانوں کے سامنے توریت کی تعلیم کو بیان کیا تھا پھر کیونکر ممکن تھا کہ یہودی لوگ ایسی تعلیم کو جو متواتر نبیوں سے ہوتی آئی بھلا دیتے حالانکہ ان کو حکم تھا کہ خدا کے احکام اور وصایا کو اپنی چوکھٹوں اور دروازوں اور آستینوں پر لکھیں اور بچوں کو سکھائیں اور خود حفظ کریں۔ اب کیا یہ بات سمجھ آسکتی ہے یا کسی کا پاک کانشنس یہ گواہی دے سکتا ہے کہ باوجود اتنی نگہداشت کے سامانوں کے تمام فرقہ یہود کے توریت کی اس پیاری تعلیم کو بھول گئے جس پر ان کی نجات کا مدار تھا۔ یہودی نہ آج سے بلکہ قدیم سے یہ کہتے چلے آئے ہیں کہ توریت میں وہی باتیں ذریعۂ نجات بتلائی گئی ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف کے وقت میں بھی انہوں نے یہی گواہی دی اور اب بھی یہی گواہی دیتے ہیں اور اسی مضمون کی ان کی چٹھیاں اور نیز کتابیں میرے پاس پہنچی ہیں۔ اگر یہودیوں کو نجات کے لئے اس لعنتی قربانی کی تعلیم دی جاتی تو کچھ سبب معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں وہ اس تعلیم کو پوشیدہ کرتے۔ ہاں یہ ممکن تھا کہ وہ یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا کرکے نہ مانتے اور اس کی صلیب کو سچے بیٹے کی صلیب تصور نہ کرتے اور یہ کہتے کہ وہ حقیقی بیٹا جس کی قربانی سے دنیا کو نجات ملے گی یہ نہیں ہے۔ بلکہ آئندہ کسی زمانہ میں ظاہر ہوگا مگر یہ تو کسی طرح ممکن نہ تھا کہ تمام فرقے یہود کے سرے سے ایسی تعلیم سے انکار کر دیتے جو ان کی کتابوں میں موجود تھی اور خدا کے پاک نبی اس کو تازہ کرتے آئے تھے۔ یہودی اب تک زندہ موجود ہیں اور ان کے فاضل اور عالم بھی موجود ہیں اگر کسی کو شک ہو تو ان سے بالمواجہ دریافت کرلے۔ کیا ایک عقلمند جو درحقیقت سچائی کی تلاش میں ہے وہ اس بات کا محتاج نہیں کہ یہودیوں کی بھی اس میں گواہی لے۔ کیا یہودی وہ پہلے گواہ نہیں ہیں جو صدہا برسوں سے توریت کی تعلیم کو حفظ کرتے چلے آئے ہیں؟ ایک عاجز انسان کو خدا بنانا نہ اس پر پہلی تعلیموں کی گواہی۔ نہ ان تعلیموں کے وارثوں کی گواہی نہ پچھلی تعلیم کی گواہی۔ نہ عقل کی گواہی۔ اور اس شخص کو خدا کا بھی کہنا اور پھر شیطان کا بھی کیا ان گندی اور نامعقول باتوں کو ماننا پاک فطرت لوگوں کا کام ہے؟!!

پھر جب اس عقیدہ کو اس پہلو سے دیکھا جائے کہ باوجودیکہ توریت کی متوارث اور قدیم تعلیم کی مخالفت کی گئی اور ایک کا گناہ دوسرے پر ڈالا گیا۔ اور ایک راستباز کے دل کو لعنتی اور خدا سے دور اور مہجور اور شیطان کا ہم خیال ٹھہرایا گیا۔ پھر ان سب خرابیوں کے ساتھ اس لعنتی قربانی کو قبول کرنیوالوں کے لئے فائدہ کیا ہوا۔ کیا وہ گناہ سے باز آگئے یا ان کے گناہ بخشے گئے تو اور بھی اس عقیدہ کی لغویت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ گناہ سے باز آنا اور سچی پاکیزگی حاصل کرنا تو بالبداہت خلاف واقعہ ہے۔ کیونکہ بموجب عقیدہ عیسائیوں کے حضرت داؤد علیہ السلام بھی کفارہ یسوع پر ایمان لائے تھے لیکن بقول ان کے ایمان لانے کے بعد نعوذ باللہ حضرت داؤدؑ نے ایک بے گناہ کو قتل کیا اور اس کی جورو سے زنا کیا اور نفسانی کاموں میں خلافت کے خزانہ کا مال خرچ کیا اور سو تک جورو کی اور آخیر عمر تک اپنے ان گناہوں کو تازہ کرتے رہے اور ہر روز کمال گستاخی کیساتھ گناہ کا ارتکاب کیا۔ پس اگر یسوع کی لعنتی قربانی گناہ سے روک سکتی تو بقول ان کے داؤدؑ اس قدر گناہ میں نہ ڈوبتا۔ ایسا ہی یسوع کی تین نانیاں زنا کی بُری حرکات میں مبتلا ہوئیں۔ پس ظاہر ہے کہ اگر یسوع کی لعنتی قربانی پر ایمان لانا اندرونی پاکیزگی پیدا کرنے کے لئے کچھ اثر رکھتا تو اسکی نانیاں ضرور اس سے فائدہ اٹھاتیں اور ایسے قابلِ شرم گناہوں میں مبتلا نہ ہوتیں۔ ایسا ہی یسوع کے حواریوں سے بھی ایمان لانے کے بعد قابلِ شرم گناہ سرزد ہوئے۔ یہودا اسکریوطی نے تیس روپے پر یسوع کو بیچا اور پطرس نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ یسوع پر لعنت بھیجی اور باقی سب بھاگ گئے۔ اور ظاہر ہے کہ نبی پر لعنت بھیجنا سخت گناہ ہے۔ اور یورپ میں جو آجکل شراب خوری اور زناکاری کا طوفان برپا ہے اس کے لکھنے کی حاجت نہیں۔ ہم اپنے کسی پہلے پرچہ میں بعض بزرگ پادری صاحبوں کی زناکاری کا ذکر یورپ کے اخبارات کے حوالہ سے کر چکے۔ ان تمام واقعات سے بکمال صفائی ثابت ہوتا ہے کہ یہ لعنتی قربانی گناہ سے روک نہیں سکی۔

اب دوسرا شق یہ ہے کہ اگر گناہ رک نہیں سکے تو کیا اس لعنتی قربانی سے ہمیشہ گناہ بخشے جاتے ہیں؟ گویا یہ ایک ایسا نسخہ ہے کہ ایک طرف ایک بدمعاش ناحق کا خون کرکے یا چوری کرکے یا جھوٹی گواہی سے کسی کے مال و جان یا آبرو کو نقصان پہنچا کر اور یا کسی کے مال کو غبن کے طور پر دبا کر اور پھر اس لعنتی قربانی پر ایمان لا کر خدا کے بندوں کے حقوق ہضم کرسکتا ہے اور ایسا ہی زناکاری کی ناپاک حالت میں ہمیشہ رہ کر صرف لعنتی قربانی کا اقرار کرکے خدا تعالیٰ کے قہری مواخذہ سے بچ سکتا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ ارتکاب جرائم کرکے پھر اس لعنتی قربانی کی پناہ میں جانا بدمعاشی کا طریق ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ پولوس کے دل کو بھی یہ دھڑکا شروع ہو گیا تھا کہ یہ اصول صحیح نہیں ہے۔ اسی لئے وہ کہتا ہے کہ "یسوع کی قربانی پہلے گناہ کے لئے ہے اور یسوع دوبارہ مصلوب نہیں ہوسکتا"۔ لیکن اس قول سے وہ بڑی مشکلات میں پھنس گیا ہے۔ کیونکہ اگر یہی صحیح ہے کہ یسوع کی لعنتی قربانی پہلے گناہ کے لئے ہے۔ تو مثلاً داؤدؑ نبی نعوذ باللہ ہمیشہ کے جہنم کے لائق ٹھہرے گا کیونکہ اس نے اوریا کی جورو سے بقول عیسائیوں کے زنا کرکے پھر اس عورت کو بغیر خدا کی اجازت کے تمام عمر اپنے گھر میں رکھا اور وہی مریم کے سلسلہ امہات میں یسوع کی مقدس نانی ہے۔ علاوہ اس کے داؤدؑ نے سو تک بیویاں کیں جن کا کرنا بموجب اقرار عیسائیوں کے اس کو روا نہیں تھا۔ پس یہ گناہ اس کا پہلا گناہ نہ رہا۔ بلکہ بار بار واقع ہوتا رہا۔ اور ہر ایک دن نئے سرے اس کا اعادہ ہوتا تھا۔ پھر جبکہ لعنتی قربانی گناہ سے روک نہیں سکتی تو بے شک عام عیسائیوں سے بھی گناہ ہوتے ہوں گے جیسا کہ اب بھی ہو رہے ہیں پس بموجب اصول پولوس کے دوسرا گناہ ان کا قابلِ معافی نہیں اور ہمیشہ کا جہنم اس کی سزا ہے اس صورت میں ایک بھی عیسائی دائمی جہنم سے نجات پانیوالا ثابت نہیں ہوتا۔ مثلاً میاں سراج الدین دور نہ جائیں اپنے حالات ہی دیکھیں کہ پہلے انہوں نے مریم کے صاحبزادے کو خدا کا بیٹا مان کر لعنتی قربانی کا بپتسمہ پایا اور پھر قادیان میں آکر نئے سرے مسلمان ہوئے اور اقرار کیا کہ کفارہ کی لغویت کی حقیقت بخوبی میرے پر کھل گئی ہے اور میں اس کو باطل جانتا ہوں اور پھر قادیان سے واپس جا کر پادریوں کے دام میں پھنس گئے اور عیسائیت کو اختیار کیا۔ اب میاں سراج الدین کو خود سوچنا چاہیئے کہ جب اوّل وہ بپتسمہ پاکر عیسائی دین سے پھر گئے تھے اور قول اور فعل سے انہوں نے اس کے برخلاف کیا تو عیسائی اصول کے رو سے یہ ایک بڑا گناہ تھا جو دوسری دفعہ ان سے وقوع میں آیا۔ پس پولوس کے قول کے مطابق یہ گناہ ان کا بخشا نہیں جائے گا کیونکہ اس کے لئے دوسری صلیب کی ضرورت ہے۔

اور اگر یہ کہو کہ پولوس نے غلطی کھائی ہے یا جھوٹ بولا ہے اور اصل بات یہی ہے کہ لعنتی قربانی پر ایمان لانے کے بعد کوئی گناہ نہیں رہتا چوری کرو۔ زنا کرو خون ناحق کرو۔ جھوٹ بولو امانت میں خیانت کرو۔ غرض کچھ کرو کسی گناہ کا مواخذہ نہیں تو ایسا مذہب ایسا ہی پھیلانیوالا مذہب ہوگا اور وقت کی گورنمنٹ کو مناسب ہوگا کہ ایسے عقائد کے پابندوں کی ضمانتیں لیوے اور اگر پھر اس خیال کو دوبارہ پیش کرو کہ لعنتی قربانی پر ایمان لانے والا سچی پاکیزگی حاصل کرتا ہے اور گناہ سے پاک ہو جاتا ہے تو ہم اس کا جواب پہلے دے چکے ہیں یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے اور ہم ابھی داؤدؑ نبی کا گناہ۔ یسوع کی نانیوں کے گناہ۔ اور حواریوں کے گناہ۔ اور حضرات پادری صاحبوں کے گناہ لکھ چکے ہیں اور اس بات کو تمام اہل تجربہ جانتے ہیں کہ یورپ ان دنوں میں بدکاریوں میں اوّل درجہ پر ہے اگر فرض کے طور پر کسی کی پاک زندگی کی نظیر دی جاوے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ حقیقت میں اسکی زندگی پاک ہے۔ بہتیرے بدمعاش حرام خور زانی دیّوث شراب خور خدا کے منکر بظاہر پاک زندگی دکھلا سکتے ہیں اور اندر سے ان قبروں کی طرح ہوتے ہیں جن میں بجز متعفن مردہ اور اس کی ہڈیوں کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔

ماسوا اس کے یہ خیال کرنا بھی بیجا ہے کہ کسی قوم کے سارے کے سارے اپنی فطرت کی رو سے نیک یا سب کے سب فطرتاً بدمعاش ہیں بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کے قانونِ قدرت نے یہ دعویٰ کرنے کا حق ہر ایک قوم کو بخشا ہے کہ جیسے ان میں بعض لوگ فطرتاً بداخلاق اور بدسرشت اور بداندیش اور بدکردار ہیں ایسا ہی بمقابلہ ان کے بعض دوسرے لوگ فطرتاً دل کے غریب نیک خلق نیک چلن نیک کردار ہیں۔ اس قانونِ قدرت سے نہ ہندو باہر ہیں نہ پارسی نہ یہودی نہ سکھ نہ بدھ مذہب والے یہاں تک کہ چوہڑے اور چمار بھی اسی قانون میں داخل ہیں اور جیسے جیسے لوگ تہذیب اور شائستگی میں بڑھتے ہیں اور ان کا قومی مجمع عزت اور علم اور وقار کا رنگ پکڑتا جاتا ہے اسی قدر ان کے نیک فطرت لوگ اپنی پاک زندگی اور نیک چلنی میں زیادہ ناموری حاصل کرتے ہیں۔ اور نمایاں چمک کے ساتھ اپنا نمونہ دکھاتے ہیں۔ اگر تمام قوموں کے بعض افراد میں فطرتاً سعادت کا مادہ نہ ہوتا تو تبدیل مذہب سے بھی وہ مادہ پیدا نہ ہوسکتا کیونکہ خدا کی فطرت میں تبدیل نہیں۔ اگر کوئی حقیقی سچائی کا بھوکا اور پیاسا ہے تو ضرور اس کو ماننا پڑے گا کہ مذہب کے وجود سے پہلے یہ خداداد تقسیم طبائع میں ہوچکی ہے کہ کسی کی فطرت میں غلبہ حلم اور محبت اور کسی کی فطرت میں غلبہ درشتی اور غضب ہے۔ اب مذہب یہ کھلاتا ہے کہ وہ محبت اور اطاعت اور صدق اور وفا جو مثلاً ایک بت پرست یا انسان پرست مخلوق کی نسبت عبادت کے رنگ میں بجا لاتا ہے ان ارادوں کو خدا کی طرف پھیرے۔ اور وہ اطاعت خدا کی راہ میں دکھلائے۔

یہ سوال کہ مذہب کا تصرف انسانی قویٰ پر کیا ہے۔ انجیل نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ انجیل حکمت کے طریقوں سے دور ہے لیکن قرآن شریف بڑی تفصیل سے بار بار اس مسئلہ کو حل کرتا ہے کہ مذہب کا یہ منصب نہیں ہے کہ انسانوں کی فطرتی قویٰ کی تبدیل کرے۔ اور بھیڑیئے کو بکری بنا کر دکھلائے بلکہ مذہب کی صرف علّتِ غائی یہ ہے کہ جو قویٰ اور ملکات فطرتاً انسان کے اندر موجود ہیں ان کو اپنے محل اور موقع پر لگانے کے لئے رہبری کرے۔ مذہب کا یہ اختیار نہیں ہے کہ کسی فطرتی قوت کو بدل ڈالے۔ ہاں یہ اختیار ہے کہ اس کو محل پر استعمال کرنے کے لئے ہدایت کرے اور صرف ایک قوت مثلاً رحم یا عفو پر زور نہ ڈالے بلکہ تمام قوتوں کے استعمال کیلئے وصیت فرمائے۔ کیونکہ انسانی قوتوں میں سے کوئی بھی قوت بُری نہیں بلکہ افراط اور تفریط اور بد استعمالی بُری ہے اور جو شخص قابلِ ملامت ہے وہ صرف فطرتی قویٰ کی وجہ سے قابلِ ملامت نہیں بلکہ ان کے بد استعمالی کی وجہ سے قابل ملامت ہے۔ غرض قسامِ مطلق نے ہر ایک قوم کو فطرتی قویٰ کا برابر حصہ دیا ہے اور جیسا کہ ظاہری ناک اور آنکھ اور منہ اور ہاتھ اور پیر وغیرہ تمام قوموں کے انسانوں کو عطا ہوئے ہیں ایسا ہی باطنی قوتیں بھی سب کو عطا ہوئی ہیں

اور ہر ایک قوم میں بلحاظ اعتدال یا افراط اور تفریط اچھے آدمی بھی ہیں اور بُرے بھی۔ لیکن مذہب کے اثر کے رو سے کسی قوم کا اچھا بن جانا یا کسی مذہب کو کسی قوم کی شائستگی کا اصل موجب قرار دینا اس وقت ثابت ہوگا کہ اس مذہب کے بعض کامل پیرؤوں میں اس قسم کے روحانی کمال پائے جائیں جو دوسرے مذہب میں ان کی نظیر نہ مل سکے۔ سو میں زور سے کہتا ہوں کہ یہ خاصہ اسلام میں ہے۔ اسلام نے ہزاروں لوگوں کو اس درجہ کی پاک زندگی تک پہنچایا ہے۔ جس میں کہہ سکتے ہیں کہ گویا خدا کی روح ان کے اندر سکونت رکھتی ہے۔ قبولیت کی روشنی ان کے اندر ایسی پیدا ہو گئی ہے کہ گویا وہ خدا کی تجلیات کے مظہر ہیں۔ یہ لوگ ہر ایک صدی میں ہوتے رہے ہیں اور ان کی پاک زندگی بے ثبوت نہیں۔ اور نرا اپنے منہ کا دعوٰے نہیں بلکہ خدا گواہی دیتا ہے کہ ان کی پاک زندگی ہے۔

یاد رہے کہ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اعلیٰ درجہ کی پاک زندگی کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ ایسے شخص سے خوارق ظاہر ہوتے ہیں اور خدا تعالےٰ ایسے شخصوں کی دعا سنتا ہے اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے اور پیش از وقت ان کو غیب کی خبریں بتلاتا ہے۔ اور ان کی تائید کرتا ہے۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ ہزاروں اسلام میں ایسے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ اس زمانہ میں یہ نمونہ دکھانے کے لئے یہ عاجز موجود ہے مگر عیسائیوں میں یہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو انجیل کے قرار دادہ نشانیوں کے موافق اپنا حقیقی ایمان اور پاک زندگی ثابت کر سکتے ہیں؟ ہر ایک چیز اپنی نشانیوں سے پہچانی جاتی ہے جیسا کہ ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور اگر پاک زندگی کا فقط دعوٰے ہی ہے اور کتابوں کے مقرر کردہ نشان اس دعوے پر گواہی نہیں دیتے تو یہ دعوے باطل ہے۔ کیا انجیل نے سچے اور واقعی ایمان کی کوئی نشانی نہیں لکھی؟ کیا اس نے ان نشانوں کو فوق العادت رنگ میں بیان نہیں کیا؟ پس اگر انجیلوں میں سچے ایمانداروں کے نشان لکھے ہیں۔ تو ہر ایک عیسائی پاک زندگی کے مدعی کو انجیل کے نشانوں کے موافق آزمانا چاہیئے۔ ایک بڑے بزرگ پادری کا ایک غریب سے غریب مسلمان کے ساتھ روحانی روشنی اور قبولیت میں مقابلہ کر کے تو دیکھ لو۔ پھر اگر اس پادری میں اس غریب مسلمان کے مقابل پر کچھ بھی آسمانی روشنی کا حصہ پایا جائے تو ہم ہر ایک سزا کے مستحق ہیں۔ اسی وجہ سے میں کئی دفعہ اس بارے میں عیسائیوں کے مقابل پر اشتہار دے چکا ہوں اور میں سچ سچ کہتا ہوں اور میرا خدا گواہ ہے کہ مجھ پر ثابت ہو گیا ہے کہ حقیقی ایمان اور واقعی پاک زندگی جو آسمانی روشنی سے حاصل ہو بجز اسلام کے کسی طرح مل نہیں سکتی۔ یہ پاک زندگی جو ہم کو ملی ہے یہ صرف ہمارے منہ کی لاف و گزاف نہیں۔ اس پر آسمانی گواہیاں ہیں۔ کوئی پاک زندگی بجز آسمانی گواہی کے ثابت نہیں ہو سکتی اور کسی کے چھپے ہوئے نفاق اور بے ایمانی پر ہم اطلاع نہیں پا سکتے۔ ہاں جب آسمانی گواہی والے پاک دل لوگ کسی قوم میں پائے جائیں تو باقی قوم کے لوگ بظاہر پاک زندگی نما بھی پاک زندگی والے سمجھے جائیں گے کیونکہ قوم ایک وجود کے حکم میں ہے اور ایک ہی نمونہ سے ثابت ہو سکتا ہے کہ اس قوم کو آسمانی پاک زندگی مل سکتی ہے [1]

اسی بنا پر میں نے عیسائیوں کے لئے ایک فیصلہ کرنے والا اشتہار دیا تھا۔ پس اگر ان کو حق کی طلب ہوتی تو وہ اس طرف متوجہ ہوتے اور میں اب بھی کہتا ہوں کہ عیسائیوں کو بھی ایمان اور پاک زندگی کا دعوٰے ہے اور مسلمانوں کو بھی۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ ان دونوں گروہوں میں سے خدا کے نزدیک کس کا ایمان مقبول اور کس کی واقعی پاک زندگی ہے اور کس کا ایمان صرف شیطانی خیالات اور پاک زندگی کا دعویٰ صرف نابینائی کا دھوکا ہے پس میرے نزدیک جو ایمان اپنے ساتھ آسمانی گواہیاں رکھتا ہے اور قبولیت کے آثار اس میں پائے جاتے ہیں وہی ایمان صحیح اور مقبول ہے اور ایسا ہی پاک زندگی وہی واقعی طور پر ہے جو اپنے ساتھ آسمانی نشان رکھتی ہے وجہ یہ ہے کہ اگر صرف دعوے ہی قبول کرنا ہے تو دنیا کی تمام قومیں یہی دعویٰ کر رہی ہیں کہ ہم میں بڑے بڑے لوگ پاک زندگی والے گزرے ہیں اور موجود ہیں بلکہ ان کے اعمال اور افعال بھی پیش کرتے ہیں جن کی اندرونی حقیقت کا فیصلہ کرنا مشکل ہے سو اگر عیسائیوں کا یہ خیال ہے کہ کفارہ سے پاک ایمان اور پاک زندگی ملتی ہے تو ان کا فرض ہے کہ وہ اب میدان میں آویں اور دعا کے قبول ہونے اور نشانوں کے ظہور میں میرے ساتھ مقابلہ کر لیں اگر آسمانی نشانوں کے ساتھ ان کی زندگی پاک ثابت ہو جائے تو میں ہر ایک سزا کا مستوجب ہوں اور ہر ایک ذلت کا سزاوار ہوں اور میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ روحانیت کے رو سے عیسائیوں کی نہایت گندی زندگی ہے اور وہ پاک خدا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے ان کی اعتقادی حالتوں سے ایسا متنفر ہے جیسا کہ ہم نہایت گندے اور سڑے ہوئے مردار سے متنفر ہوتے ہیں اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں اور اگر اس قول میں میرے ساتھ خدا نہیں ہے تو نرمی اور آہستگی سے مجھ سے فیصلہ کر لیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ ہرگز وہ پاک زندگی عیسائیوں میں موجود نہیں ہے جو آسمان سے اترتی اور دلوں کو روشن کرتی ہے بلکہ جیسا کہ میں بیان کر آیا ہوں بعض میں فطرتی بھلا مانس ہونا اور عام قوموں کی طرح پایا جاتا ہے سو فطرتی شرافت

سے میری بحث نہیں اس غربت اور شرافت کے لوگ ہر ایک قوم میں کم و بیش پائے جاتے ہیں یہاں تک کہ بھنگی اور چمار بھی اس سے باہر نہیں۔ لیکن میرا کلام آسمانی پاک زندگی میں ہے جو خدا کی زندہ کلام سے حاصل ہوتی اور آسمان سے اترتی اور اپنے ساتھ آسمانی نشان رکھتی ہے سو یہ عیسائیوں میں موجود نہیں پھر کوئی ہمیں سمجھا دے کہ لعنتی قربانی کا فائدہ کیا ہوا؟

اب جب کہ اس نجات کے طریق کی تفصیل ہو چکی جو عیسائی یسوع کی طرف منسوب کرتے ہیں تو اس پر طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مشن بھی یہی لعنتی محبت اور لعنتی قربانی نوع انسان کی پاکیزگی اور نجات کے لئے پیش کرتا ہے یا کوئی اور طریق پیش کرتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس پلید اور ناپاک طریق سے اسلام کا دامن بالکل منزہ ہے وہ کوئی لعنتی قربانی پیش نہیں کرتا اور نہ لعنتی محبت پیش کرتا ہے بلکہ اس نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم سچی پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے اپنے وجود کی پاک قربانی پیش کریں۔ جو اخلاص کے پانیوں سے دھوئی ہوئی اور صدق اور صبر کی آگ سے صاف کی ہوئی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے

بلیٰ من اسلم وجھہ للّٰہ وھو محسنٌ فلہ اجرہٗ عند ربہ ولاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون۔

یعنی جو شخص اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھ دے اور اپنی زندگی اس کی راہوں میں وقف کرے اور نیکی کرنے میں سرگرم ہو سو وہ سرچشمہ قرب الٰہی سے اپنا اجر پائے گا اور ان لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم یعنی جو شخص اپنے تمام قویٰ کو خدا کی راہ میں لگا دے اور خالص خدا کے لئے اس کا قول اور فعل اور حرکت اور سکون اور تمام زندگی ہو جائے اور حقیقی نیکی کے بجا لانے میں سرگرم رہے سو اس کو خدا اپنے پاس سے اجر دے گا اور خوف اور حزن سے نجات بخشے گا۔

یاد رہے کہ یہی اسلام کا لفظ کہ اس جگہ بیان ہوا ہے دوسرے لفظوں میں قرآن شریف میں اس کا نام استقامت رکھا ہے جیسا کہ وہ یہ دعا سکھلاتا ہے۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

یعنی ہمیں استقامت کی راہ پر قائم کر ان لوگوں کی راہ جنہوں نے تجھ سے انعام پایا۔ اور جن پر آسمانی دروازے کھلے؛

واضح رہے کہ ہر ایک چیز کی وضع استقامت اس کی علت غائی پر نظر کر کے سمجھی جاتی ہے اور انسان کے وجود کی علت غائی یہ ہے کہ نوع انسان خدا کے لئے پیدا کی گئی ہے پس انسانی وضع استقامت یہ ہے کہ جیسا کہ وہ طاعت ابدی کے لئے پیدا کیا گیا ہے ایسا ہی درحقیقت خدا کیلئے ہو جائے اور جب وہ اپنے تمام قویٰ سے خدا کے لئے ہو جائے گا تو بلاشبہ اس پر انعام نازل ہوگا جس کو دوسرے لفظوں میں پاک زندگی کہہ سکتے ہیں جب کہ تم دیکھتے ہو کہ جب آفتاب کی طرف کی کھڑکی کھولی جائے تو آفتاب کی شعاعیں ضرور کھڑکی کے اندر آ جاتی ہیں ایسا ہی جب انسان خدا تعالےٰ کی طرف بالکل سیدھا ہو جائے اور اس میں اور خدا تعالےٰ میں کچھ حجاب نہ رہے تو فی الفور ایک نورانی شعلہ اس پر نازل ہوتا ہے

اور اس کو منور کرتا ہے اور اس کی تمام اندرونی غلاظت دھو دیتا ہے تب وہ ایک نیا انسان ہو جاتا ہے اور وہ ایک بھاری تبدیلی اس کے اندر پیدا ہوتی ہے تب کہا جاتا ہے کہ اس شخص کو پاک زندگی حاصل ہوئی اس پاک زندگی پانے کا مقام یہی دنیا ہے اسی کی طرف اللہ جلّ شانہٗ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے من کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ واضلّ سبیلاً یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا رہا اور خدا کے دیکھنے کا اس کو نور نہ ملا وہ اس جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا غرض خدا کے دیکھنے کے لئے انسان اسی دنیا سے حواس لے جاتا ہے جس کو اس دنیا میں یہ حواس حاصل نہیں ہوئے اور اس کا ایمان محض قصوں اور کہانیوں تک محدود رہا وہ ہمیشہ کی تاریکی میں پڑے گا غرض خدا تعالےٰ نے پاک زندگی اور حقیقی نجات کے حاصل کرنے کیلئے ہمیں یہی سکھلایا ہے کہ ہم بالکل خدا کے ہو جائیں اور سچی وفاداری کے ساتھ اس کے آستانہ پر گریں اور اس وجودِ ذاتی سے اپنے تئیں الگ رکھیں کہ مخلوق کو خدا کہنے لگیں اگرچہ مارے جائیں ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں آگ میں جلائے جائیں اور خدا کی ہستی پر اپنے خون سے مہر لگا دیں۔ اسی وجہ سے خدا نے ہمارے دین کا نام اسلام رکھا ہے تا یہ اشارہ ہو کہ ہم نے خدا کے آگے سر رکھ دیا ہے اور قانون قدرت صاف شہادت دیتا ہے کہ جو قرآن شریف نے پاکیزگی اور حقیقی نجات حاصل کرنے کا طریق سکھایا ہے یہی طریق جسمانی عالم میں بھی پایا جاتا ہے ہم روز دیکھتے ہیں کہ تمام حیوانات اور نباتات میں بری غذا کے ملنے اور اچھی غذا کے مفقود ہونے سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور قدرت نے طریق انسدادی یہی رکھا ہے کہ خوراک کے لئے صالح چیزیں میسر کی جائیں اور ردّی کو بند کر دیا جائے مثلاً درختوں کی طرف دیکھو کہ وہ تندرست رہنے کے لئے دو خصلت اپنے اندر رکھتے ہیں ایک یہ کہ وہ اپنی جڑوں کو زمین کے اندر دبائے چلے جاتے ہیں تا الگ رہ کر خشک نہ ہو جائیں دوم یہ کہ وہ اپنی جڑوں کی نالیوں کے ذریعہ سے زمین کا پانی اپنی طرف کھینچتے ہیں اور اس طرح پرنشوونما کرتے ہیں سو یہی اصول قدرت نے انسان کے لئے رکھا ہے یعنی وہ اسی حالت میں کامیاب ہوتا ہے کہ اول صدق و ثبات کے ساتھ خدا میں اپنے تئیں مستحکم کرتا ہے استغفار کے ساتھ اپنی جڑوں کو خدا کی محبت

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

[1] نوٹ۔ اس جگہ کوئی گزشتہ قصہ پیش کرنا لغو ہے۔ موجودہ واقعات کو بالمقابل دکھانا چاہیئے منہ

تعلیم الاسلام ہائر سیکنڈری سکول گھٹیالیاں (ضلع سیالکوٹ)

فرسٹ ایر کا داخلہ ۱۱ر جون ۱۹۶۳ء سے شروع ہو گا

میٹرک کا داخلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہو چکا ہے اس موقعہ پر ہم طلباء اور سرپرست اصحاب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گھٹیالیاں میں ہائر سیکنڈری سکول خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیابی سے قائم ہو چکا ہے۔

(۱) ہوسٹل کی عمارت مکمل طور تیار ہو چکی ہے اور پروفیسر صاحبان بھی کالج ہی میں رہائش رکھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے طلباء کو شام کے وقت اور دیگر اوقات میں مطالعہ کی نہایت عمدہ سہولتیں میسر ہیں۔

(۲) فرسٹ اور سیکنڈ ڈویژن کی کوئی قید نہیں۔ فی الحال تھرڈ ڈویژن کے طلباء بھی داخل ہو سکتے ہیں اور کلاس میں عمدہ پوزیشن حاصل کر کے کئی رعائتوں کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

(۳) کھیلوں کا اور تقریری مقابلوں کا نہایت اچھا انتظام ہے۔ مضمون نویسی کا شوق خاص طور پر پیدا کیا جاتا ہے۔

(۴) علاقہ میں خالص چیزیں دستیاب ہوتی ہیں۔ پانی نہایت عمدہ اور میٹھا اور آب و ہوا خوشگوار ہے ایک فرسٹ یا سیکنڈ ایر کا طالب علم ۶۰/- روپے کے اندر اندر اپنا گذارہ بخوبی چلا سکتا ہے جس میں کالج کی فیس۔ اور ہوسٹل کا مکمل خرچ شامل ہے۔ ان چیزوں کے علاوہ نماز باجماعت اور تلاوت قرآن کریم کا التزام موجود ہے۔ سٹاف نہایت عمدہ اور مشفق اساتذہ پر مشتمل ہے۔ لائبریرین ایک پختہ عمر کے تجربہ کار استاد ہیں۔ جو طلباء کو درسی کتب میں بھی خاص مدد دیتے ہیں۔

ان سہولتوں سے تمام طلبہ بلا تفریق مذہب و ملت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ فارم داخلہ کالج کے دفتر سے حاصل کریں۔

(عبدالسلام اختر ایم۔ اے پرنسپل)

ضروری اعلان

"صدر انجمن احمدیہ نے اپنے ریزولیشن [illegible] مورخہ ۲۹-۵-۶۳ء میں فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی اشاعت (سوائے تالیف و تصنیف و اصلاح و ارشاد) کوئی ادارہ یا فرد بغیر حصول اجازت صدر انجمن احمدیہ نہ کرے۔ ادارہ جات اور احباب اس کی پابندی فرمائیں۔"

(ناظر اصلاح و ارشاد)

میٹرک کے امتحان میں نصرت ہائر سیکنڈری سکول ربوہ کا نتیجہ

نتیجہ کی اوسط ۸۶ء۳ فیصدی رہی سائنس گروپ کا نتیجہ سو فیصد رہا

امسال نصرت ہائر سیکنڈری سکول ربوہ کی طرف سے میٹرک کے امتحان میں کل چھیاسٹھ طالبات شامل ہوئیں۔ جن میں سے ستاون طالبات کامیاب ہوئیں۔

کل طالبات	۶۶
فرسٹ ڈویژن	۱۷
سیکنڈ ڈویژن	۳۳
تھرڈ ڈویژن	۷

مجموعی طور پر نتیجہ کی اوسط ۸۶ء۳ فی صدی رہی یہ اوسط گذشتہ سال کی نسبت ۲۰٪ زیادہ ہے سائنس گروپ کا نتیجہ تو سو فی صدی رہا۔ الحمدللہ۔

پرنسپل نصرت ہائر سکنڈری سکول ربوہ

رول نمبر	نام	نمبر حاصل کردہ	ڈویژن
۱۶۶۷۷	بشریٰ تسنیم	۵۵۰	II
۱۶۶۷۸	امۃ النصیر	[illegible]	III
۱۶۶۷۹	شمس النساء	۷۲۶ (اوّل)	I
۱۶۶۸۰	عائشہ	۵۵۹	II
۱۶۶۸۱	راشدہ پروین	۴۸۵	III
۱۶۶۸۲	بشریٰ ناہید	۶۶۵ (سوم)	I
۱۶۶۸۳	بشریٰ فاطمہ	۶۳۷	I
۱۶۶۸۴	امۃ الباسط	۵۶۷	II
۱۶۶۸۵	بشریٰ پروین	۵۸۴	II
۱۶۶۸۶	رفیعہ بیگم	۵۶۹	II
۱۶۶۸۷	نعیمہ فرحت	۶۵۷	I
۱۶۶۸۸	امۃ الحکیم عائشہ	۵۸۰	II
۱۶۶۸۹	حامدہ سلطانہ	۶۰۸	I
۱۶۶۹۰	نصیرہ قدسیہ	۴۹۴	II
۱۶۶۹۱	طاہرہ	۶۳۹	I
۱۶۶۹۲	امۃ الجمیل	۴۰۷	III
۱۶۶۹۳	امۃ الکریم	۵۳۰	II
۱۶۶۹۴	منصورہ اقبال	۳۸۱	III
۱۶۶۹۵	امۃ المجید	۵۰۳	II
۱۶۶۹۶	عابدہ سلطانہ	۵۹۹	II
۱۶۶۹۷	سعدی نگار	۶۷۷ (دوم)	I
۳۳۶۷۱	بشارت بیگم	۴۵۰	II
۳۳۶۷۵	محسنہ	۵۷۳	II
۳۳۶۷۶	مبارکہ	۴۸۹	II
۳۳۶۷۷	محمودہ نصرت	۶۰۴	II
۳۳۶۷۸	خالدہ ادیب خانم	۶۰۶	II
۳۳۶۷۹	امۃ الرفیق	۵۶۹	II
۳۳۶۸۰	امۃ الرؤف	۶۳۲	I
۳۳۶۸۱	امۃ المجید شاہدہ	۶۱۲	I
۳۳۶۸۲	قمر النساء	۵۵۰	II
۳۳۶۸۳	امینہ بیگم	۴۵۶	II
۳۳۶۸۴	امۃ الحکیم	۵۹۷	II
۳۳۶۸۶	امۃ الباسط شریف	۶۱۳	I
۳۳۶۸۸	سیارہ حکمت	۶۰۹	I
۳۳۶۸۹	رفیعہ بیگم	۴۸۱	II
۳۳۶۹۰	خالدہ مبارکہ	۵۸۲	II
۳۳۶۹۱	امۃ الکریم	۵۹۸	II
۳۳۶۹۳	نفیسہ بیگم	۴۸۰	II
۳۳۶۹۴	علیمہ خالدہ	۵۸۰	II
۳۳۶۹۵	امۃ المجید	۴۴۵	III
۳۳۶۹۶	تنویر الاسلام	۵۱۴	II
۳۳۶۹۷	کوثر تسنیم	۵۱۷	II
۳۳۶۹۸	حلیمہ رشید	۴۸۲	III
۳۳۶۹۹	بشریٰ	۶۰۸	I
۳۳۷۰۱	امۃ القیوم	۴۵۴	II
۳۳۷۰۲	نسیم اختر	۴۳۳	II
۳۳۷۰۳	حمیدہ اختر	۴۹۱	II
۳۳۷۰۵	منصورہ خانم	۶۳۷	I
۳۳۷۰۷	ریحانہ	۶۱۷	I
۳۳۷۰۸	رشیدہ بیگم	۵۷۷	II
۳۳۷۰۹	شفقت نسیم	۶۱۴	I
۳۳۷۱۱	امۃ الودود	۴۸۶	II
۳۳۷۱۲	امۃ الکریم اقبال	۵۸۸	II
۳۳۷۱۳	نسیم بشریٰ	۳۸۳	III
۳۳۷۱۴	امۃ الحکیم	۵۷۱	II

خریداران رسالہ خالد کے لئے ضروری اطلاع

رسالہ خالد نہایت باقاعدگی کے ساتھ ہر ماہ کی یکم تاریخ کو جملہ خریداران کے نام ڈاک خانہ کے حوالہ کر دیا جاتا ہے لیکن دفتر میں شکایات موصول ہوتی رہتی ہیں کہ انہیں رسالہ نہیں ملا۔ ماہ جون کا رسالہ خالد یکم جون ۶۳ء کو ڈاک خانہ کے سپرد کر دیا گیا ہے اگر کسی دوست کو یہ رسالہ نہ ملے تو براہ کرم ۱۰ جون تک دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں دوسرا رسالہ بھجوانے کی کوشش کی جائے گی ۱۰ جون کے بعد آمدہ شکایات پر غور کرنا ممکن نہ ہوگا رسالہ نہ ملنے کی صورت میں اپنے مقامی پوسٹ ماسٹر صاحب سے بھی شکایت کرنی چاہیئے دفتر کی طرف سے جملہ خریداران کے نام پوری احتیاط سے رسالہ بھجوا دیا جاتا ہے۔

(مینیجر ماہنامہ خالد ربوہ)

ولادت

اللہ تعالےٰ نے خاکسار کو بتاریخ ۹/۵/۶۳ دوسرا فرزند عطا کیا ہے۔ لڑکے کا نام گلزار احمد رکھا گیا ہے احباب جماعت دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر بخشے۔ صالح اور خادم اسلام بنائے والدین اور بھائی بہنوں کے لئے موجب رحمت و برکت اور قرۃ العین بنائے آمین۔

عبدالعزیز زرگر احمدی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کالا گوجراں ضلع جہلم)

نوٹ مکرم عبدالعزیز صاحب نے ۲ سال کے لئے کسی مستحق کے نام خطبہ نمبر جاری کیا ہے۔ (مینجر)

درخواست ہائے دعا

میری سہیلی ظفر بی بی صاحبہ ایم اے جغرافیہ کا امتحان دے رہی ہے احباب جماعت و بزرگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کی کامیابی کے لئے دعا فرمادیں

(صادقہ بیگم بی اے۔ بنت عباد اللہ گیانی گوجرانوالہ)

۲۔ میری خالہ حفیظہ بیگم صاحبہ ایم اے اسلامیات کا امتحان دے رہی ہے احباب کرام و بزرگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ازراہ کرم دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ میری خالہ صاحبہ کو نمایاں طور پر نمایاں کامیابی عطا کرے اور دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال کرے۔ (وحید ابن حمید جنجوعہ ربوہ)

۳۔ برادرم قدرت اللہ صاحب ساکن سمندری آج کل اپنے مکان کے کیس کی وجہ سے بہت پریشان ہیں احباب دعا فرمادیں خدا تعالےٰ ان کو ہر قسم کے شر سے بچاوے اور نقصان سے محفوظ رکھے اور ان کا حق ان کو مل جائے اور پریشانی سے نجات بخشے (خاکسار محمد اسمٰعیل دیالگڑھی انچارج ضلع لائلپور)

۴۔ کیپٹن بشیر علی صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے افسر حفاظت بھی رہ چکے ہیں آج کل اپنے گاؤں "دریال مالی" تحصیل چکوال میں بوجہ مونیا بند بیمار ہیں احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو مکمل صحت دے (محمد اکبر افضل مربی سلسلہ احمدیہ تعلیم چکوال۔

۵۔ میرے بھائی مکرم سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ خانپور میں چند دنوں سے سخت بیمار ہیں بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (جماعت علی شاہ کارکن صیغہ امانت ربوہ)

۶۔ میرے چچا جان مرزا عبدالسمیع صاحب کچھ عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں آج کل لاہور ہسپتال میں داخل ہیں، بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان ان کی صحت کے لئے دعا فرمادیں۔ (مرزا عبدالرحیم انور کیمبلپور)

۷۔ میرے سب سے چھوٹے بچے عزیز مبارک احمد کو ٹائیفائڈ بخار چار پانچ روز سے ہے ٹمپریچر ۱۰۵ تک چڑھ جاتا اور ۱۰۵ تک چلا جاتا ہے عزیز کی صحت کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

(محمد اکرم خان ۷/۱۱۷ یونٹ نمبر ۶ لطیف آباد۔ حیدرآباد)

دعائے مغفرت

مکرم سید محمد حسین شاہ صاحب امیر حلقہ جماعت ہائے احمدیہ تحصیل سمندری ضلع لائلپور) کی اہلیہ صاحبہ محترمہ مورخہ ۲۵ مئی ۶۳ء کو بعد نماز عشاء مختصر سی علالت کے بعد اس دار فانی سے کوچ فرما گئیں مرحومہ کی عمر وفات کے وقت باسٹھ سال کے لگ بھگ تھی۔ احباب کرام بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے درخواست دعا ہے کہ مکرم شاہ صاحب موصوف اور ان کے عزیز و اقارب کو خدا تعالےٰ صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ مغفورہ کو خدا تعالےٰ خاص اپنے فضل و کرم سے جنت الفردوس میں جگہ دے

(خاکسار محمد اسلم شاد۔ انسپکٹر بیت المال)

تصحیح:۔ اخبار الفضل مورخہ ۲۰/۵/۶۳ میں وصیت نمبر ۱۶۹۱۸ کنیز فاطمہ کی تاریخ بیعت ۲۷ جنوری ۱۹۵۶ء کی بجائے ۲۷/۱/۵۷ شائع ہوگئی ہے یہ درست نہیں ہے احباب تصحیح فرمالیں!

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

اعلان نکاح

خاکسار کے بھائی ملک محمد عبداللہ صاحب کا نکاح الحستانی امۃ الحفیظ طاہرہ صاحبہ بنت بنت بابو محمد بخش صاحب محلہ دارالنصر شرقی ربوہ کے ساتھ مبلغ ڈیڑھ ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب نے ۲۶ مئی ۶۳ء کو پڑھا درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ رشتہ کو دینی و دنیوی ظاہری و باطنی ہر جہت سے بابرکت فرمائے (ملک سلطان علی ساکن احمدی والا ڈاکخانہ لکسین ضلع سرگودھا ۲۹/۵/۶۳

میں عاشورہ پر ہولناک فساد۔ تین افراد ہلاک سینکڑوں زخمی۔ فوج طلب کر لی گئی

شہر کے متعدد علاقوں میں چوبیس گھنٹے کا کرفیو نافذ کر دیا گیا

لاہور ۲ جون۔ کل صوبائی دارالحکومت کے مختلف علاقوں میں ذوالجناح کا جلوس گزرنے کے موقع پر فساد ہو گیا۔ جس میں تین افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہو گئے۔ فساد کے بعد شہر میں ۲۴ گھنٹے کا کرفیو نافذ کر دیا گیا اور مسلح فوج طلب کر لی گئی۔ پولیس نے فساد پر قابو پانے کے لئے پانچ مقامات پر ہوائی فائر کئے۔ کئی بار اشک آور گیس چھوڑی گئی اور پولیس کو فسادیوں پر قابو پانے کے لئے بار بار لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ تعداد اور لاٹھی چارج سے سینکڑوں افراد زخمی ہو گئے۔ ڈیڑھ سو زخمیوں کو کل رات ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ دو زخمی ہسپتال میں فوت ہو گئے۔ جن میں ایک پولیس کانسٹیبل بھی شامل ہے۔ جسے گولی لگی تھی۔ جلتی

حکام نے حالات پر قابو پانے اور مزید کشیدگی کو روکنے کے لئے اندرون شہر تمام علاقوں، پولیس تھانہ لوہاری دروازہ، پولیس تھانہ بھاٹی گیٹ، چوکی لوہاری، چوک کرشن نگر، تھانہ نولکھا کی حدود اور داتا دربار، اور گڑھی شاہو میں آج اتوار کی رات سے کل صبح ۸ بجے تک کرفیو نافذ کر دیا ہے۔ تمام شہر میں دفعہ ۱۴۴ کے تحت پانچ یا پانچ سے زائد افراد کے اجتماع پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ رات نو بجے کے قریب پولیس کی امداد کے لئے فوج طلب کر لی گئی۔

جلوس کے چوک نواب صاحب سے روانہ ہو کر بھاٹی دروازہ کے نزدیک کربلا گامے شاہ پہنچنے تک چار مرتبہ فساد ہوا اور ۵ بجے شام بھاٹی گیٹ دروازہ کے باہر شہر کا جلوس اور سڑک پر کھڑے ہوئے ہجوم میں شدید پتھراؤ کے بعد ذوالجناح کا جلوس پولیس کی حفاظت میں کربلا گامے شاہ پہنچا دیا گیا۔ لیکن اس کے دو گھنٹے بعد تک لوہاری پولیس سٹیشن، بھاٹی گیٹ پولیس سٹیشن اور لوئر مال پولیس چوکی پر فسادیوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں پتھراؤ کرتی رہیں اور پولیس کے دستے بار بار پتھراؤ کرنے والے مجمع پر اشک آور گیس پھینکتے رہے۔ پتھراؤ اس قدر شدید تھا کہ لوہاری دروازے سے بھاٹی چوک تک اور بھاٹی دروازہ میں اونچی مسجد سے کچھ قدم کے فاصلے پر اس دکان سے جہاں آخری بار فساد ہوا کربلا گامے شاہ تک اور لوئر مال پولیس سٹیشن کے پیچھے چنگڑ محلہ میں ایک فرلانگ تک سڑکیں اینٹوں اور

ہتھوڑوں سے اٹی پڑی تھیں۔

جلوس کے راستہ چوک نواب صاحب لال کھوہ اندرون موچی دروازہ، چوہٹہ مفتی باقر، چوک رنگ محل تحصیل بازار، بازار حکیماں اندرون بھاٹی دروازہ، اونچی مسجد کے نزدیک اور چوک بھاٹی میں شہر کا جلوس اور علاقے کے لوگوں کے درمیان تصادم ہوا۔ جس میں خنجروں، سوڈا واٹر کی بوتلوں، لاٹھیوں، بانسوں، اینٹوں اور پتھروں کا آزادانہ استعمال کیا گیا اور بعض مقامات پر پولیس کے ہوائی فائر کرنے سے قبل مجمع میں سے بھی فائر کئے گئے۔ اونچی مسجد بیرون بھاٹی دروازہ لال کھوہ اور چوک نواب صاحب میں متعدد دکانیں لوٹ لی گئیں لال کھوہ کے نزدیک دو دکانوں کو آگ بھی لگا دی گئی۔ لوہاری پولیس سٹیشن کے نزدیک ہجوم نے ایک موٹر کار کو آگ لگا دی اور محتاط اندازے کے مطابق ان علاقوں میں پچیس دکانیں لوٹ لی گئیں

ڈپٹی کمشنر میاں محمد شفیع نے نو بجے رات اومنی بس سروس کی پچاس بسیں منگا کر تین ہزار سے زائد عزاداروں کو جو کہ کربلا گامے شاہ میں رکے ہوئے تھے مسلح پولیس کی حفاظت میں ان کے مکانوں تک پہنچانے کا انتظام کر دیا۔ اس سے قبل کرفیو کا فیصلہ ہوتے ہی پولیس کی گاڑیوں کے ذریعہ شہر کے متاثرہ علاقوں میں کرفیو کا اعلان کرا دیا گیا تھا۔ پارلیمنٹری سیکرٹری میاں محمد شریف اور میاں معراج الدین نے پولیس کی گاڑی میں متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور عوام سے اپیل کی کہ وہ پرامن رہیں۔ اور فرقہ وارانہ کشیدگی کو ختم کرنے میں حکام کے ساتھ تعاون کریں۔

طوفان زدگان کیلئے مزید آٹھ لاکھ روپے

ڈھاکہ ۴ جون۔ مشرقی پاکستان کے وزیر خزانہ جناب حفیظ الرحمٰن نے چٹاگانگ میں طوفان سے متاثرہ افراد کی فوری امداد کے لئے مزید آٹھ لاکھ روپے کی رقم منظور کی ہے

خریداران الفضل ربوہ سے گذارش

براہ مہربانی ماہانہ بل الفضل جلد ہمارے کارکنان کو ادا فرمائیں یا ہماری دکان ملک جی برادرز گول بازار ربوہ پر بل ادا کر کے رسید حاصل فرمالیں۔ شکریہ۔

(ملک جی برادرز گول بازار ربوہ)

مکرم چوہدری اسد اللہ خانصاحب کی صحت کیلئے تحریک دعا

خون اور پیشاب کے آخری معائنہ سے معلوم ہوا ہے کہ گردوں کی انفکشن سے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مکرم چوہدری صاحب کو آرام ہے لیکن سوزش تاحال باقی ہے۔ اب مکرم چوہدری صاحب چل پھر سکتے ہیں گو کمزوری زیادہ ہے۔

بزرگان و احباب مکرم چوہدری صاحب کی شفاء کاملہ و عاجلہ اور دین کی خدمت کرنے والی صحت مندانہ زندگی کے لئے دعائیں جاری رکھیں جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظم دفتر جماعت احمدیہ۔ لاہور)

"سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب"

بقیہ صفحہ ۵ سے آگے۔

میں لگتا ہے اور پھر قولی اور عملی توبہ کے ساتھ خدا کی طرف جھکنے کے ذریعہ سے اپنے انکسار اور تذلل کی نالیوں کے ساتھ ربانی پانی اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس طرح پر ایسا پانی کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے کہ گناہ کی خشکی کو دھو ڈالتا اور کمزوری کو دور کر دیتا ہے۔

اور استغفار جس کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں قرآن شریف میں دو معنے پر آیا ہے ایک تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں مستحکم کر کے گناہوں کے ظہور کو جو علیحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں خدا تعالیٰ کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اس سے مدد چاہنا یہ استغفار تو مقربوں کا ہے جو ایک طرفۃ العین خدا سے علیحدہ ہونا اپنی تباہی کا موجب جانتے ہیں اس لئے استغفار کرتے ہیں تا خدا اپنی محبت میں تھامے رکھے اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو جائے تا پاک نشوونما پا کر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے۔ اور ان دونوں صورتوں کا نام استغفار رکھا گیا۔ کیونکہ غفر جس سے استغفار نکلا ہے ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں۔ گویا استغفار سے یہ مطلب ہے کہ خدا اس شخص کے گناہ جو اس کی محبت میں اپنے تئیں قائم کرتا ہے دبائے رکھے اور بشریت کی جڑیں ننگی نہ ہونے دے بلکہ الوہیت کی چادر میں لے کر اپنی قدوسیت میں سے حصہ دے۔ یا اگر کوئی جڑ گناہ کے ظہور سے ننگی ہو گئی ہو پھر اس کو ڈھانک دے اور اس کی برہنگی کے بداثر سے بچائے۔ سو چونکہ خدا مبدء فیض ہے اور اس کا نور ہر ایک تاریکی کو دور کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ اس لئے پاک زندگی حاصل کرنے کے لئے یہی طریق مستقیم ہے کہ ہم اس خوفناک حالت سے ڈر کر اس چشمۂ طہارت کی طرف دونوں ہاتھ پھیلائیں تا وہ چشمہ زور سے ہماری طرف حرکت کرے اور تمام گند کو ایک دفعہ لے جائے۔ خدا کو راضی کرنے والی اس سے زیادہ کوئی قربانی نہیں کہ ہم درحقیقت اس کی راہ میں موت کو قبول کر کے اپنا وجود اسکے آگے رکھ دیں۔ اسی قربانی کی خدا نے ہمیں تعلیم دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا مما تحبون یعنی تم حقیقی نیکی کو کسی طرح پا نہیں سکتے جب تک تم اپنی تمام پیاری چیزیں خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو۔

یہ راہ ہے جو قرآن شریف نے ہمیں سکھائی ہے اور آسمانی گواہیاں بلند آواز سے پکار رہی ہیں کہ یہی راہ سیدھی ہے اور عقل بھی اسی پر گواہی دیتی ہے پس جو امر گواہوں کے ساتھ ثابت ہے اس کے ساتھ وہ امر مقابلہ نہیں کیا جا سکتا جس پر کوئی گواہی نہیں یسوع ناصری نے اپنا قدم قرآن کی تعلیم کے موافق رکھا اس لئے اس نے خدا سے انعام پایا ایسا ہی جو شخص اس پاک تعلیم کو اپنا رہبر بنائے گا وہ بھی یسوع مسیح کی مانند ہو جائے گا یہ پاک تعلیم ہزاروں کو عیسیٰ مسیح بنانے کے لئے تیار ہے اور لاکھوں کو بنا چکی ہے۔

ہم نہایت نرمی اور ادب سے حضرت پادری صاحبوں کی خدمت میں سوال کرتے ہیں کہ اس بیچارہ ضعیف انسان کو خدا ٹھہرا کر آپ کی روحانیت کو کونسی ترقی ہوئی ہے اگر وہ ترقی ثابت کرو تو ہم لینے کو تیار ہیں۔ ورنہ اے بدبخت **مخلوق پرست لوگو! آؤ!** ہماری ترقیات دیکھو اور مسلمان ہو جاؤ۔ کیا یہ انصاف کی بات نہیں کہ جو شخص اپنی پاک زندگی اور پاک معرفت اور پاک محبت پر آسمانی شہادت رکھتا ہے وہی سچا ہے اور جس کے ہاتھ میں صرف قصے اور کہانیاں ہیں وہ بدبخت جھوٹا اور نجاست خوار ہے۔

(باقی)